نظرات

ایک ایسے وسیع وعریض ملک میں جہاں روز اوّل سے مختلف مذاہب، مختلف تہذیبوں اور مختلف ثقافتوں سے وابستہ مختلف زبانیں بولنے والے لوگ موجود ہوں ایک دوسرے فرقہ کے لوگوں کے مذہبی جذبات، تہذیبی قدروں اور لسانی احساسات کا خیال رکھنا انتہائی ضروری ہے اور اس طرح کے مخلوط سماجی نظام میں باہمی رواداری کے زریں اصول کو اپنائے بغیر زندگی کے کسی بھی شعبہ میں ترقی ناممکن ہے۔

ملک میں آزادی کا سورج طلوع ہوتے ہی جس قوت اور شدت کے ساتھ فرقہ واریت، تنگ نظری اور متعصبانہ ذہنیت کو بڑھاوا ملا ہے، حقیقت یہی ہے کہ ہم دوسرے میدانوں میں اس قدر ترقی نہیں کر پائے ہیں۔ یہ ایک المیہ ہے کہ عدم تشدد کے جس اصول کی بنیاد پر ملک کو آزادی ملی، آزادی ملنے کے بعد شعوری یا غیر شعوری طور پر ملک تشدد کی راہ پر چل پڑا۔

درحقیقت فرقہ واریت، تشدد، دہشت گردی، گروہی عصبیت اور لسانی جارحیت کو بڑھانے کے سلسلے میں ملک کی تہذیبی رنگا رنگی سے بہت سے لوگوں کی عدم واقفیت یا جان بوجھ کر انکار کر دینے کی عادت کو بھی زیادہ دخل ہے۔ یہ بات اچھی طرح سمجھ لینے کی ہے کہ یہ ملک ایک خوبصورت گلدستہ کی طرح ہے جس میں

رنگ برنگ کے پھول کھلے ہیں۔ ان پھولوں کو اپنے انداز میں مہکنے اور اپنے رنگ و روپ کو قائم رکھنے کا حق حاصل ہے۔ اگر کوئی پھول یہ چاہے کہ دوسرے پھول اس کے رنگ اور خوشبو کو اختیار کر لیں تو شاید یہ ممکن نہیں ہے۔ نہ کوئی اقلیتی طبقہ سے تعلق رکھنے والا فرد اپنا مذہب ترک کر کے اکثریت کے خوف اور ڈر سے ان میں شامل ہونے پر آمادگی کا اظہار کرے گا۔ اور نہ کوئی اکثریتی مذہب کا پیروکار آسانی سے اپنا مذہب اور عقیدہ تبدیل کرنے پر راضی ہوگا۔ ہر فرقہ کی اپنی ثقافت، اپنی شناخت، اپنی زبان، اپنی انفرادیت اور اپنی روایات ہیں۔

"قومی ایکتا" (NATIONAL INTIGRETION) کی بات آج جس زور دار انداز سے کی جا رہی ہے اور اس کے لئے تمام ممکنہ ذرائع ابلاغ اور وسائل تشہیر اختیار کئے جا رہے ہیں اس تناسب سے اس کے نتائج قطعاً سامنے نہیں آرہے ہیں۔ دراصل "قومی یکجہتی" کے کاز کو تقویت اس وقت مل سکتی ہے جب ملک میں بسنے والے تمام فرقے اور اکائیاں اپنی تہذیبی، مذہبی اور معاشرتی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے ملک کی سالمیت، وحدت اور اس کی مجموعی بہبود و فلاح کے لئے متحد ہو کر سرگرم عمل ہوں اور اس طرح اپنی وطن دوستی کا ثبوت پیش کریں۔ مذہب کا پابند ہونا بری بات نہیں ہے۔ بری بات یہ ہے کہ دوسروں کو مجبور کیا جائے کہ وہ ہمارے رنگ میں رنگ جائیں۔ "قومی دھارے" کا مطلب اگر کسی سیاسی رہنما یا جماعت نے یہ سمجھ لیا ہے کہ اقلیتی فرقہ اکثریتی فرقہ میں ضم ہو جائے تو یہ بات اس پر واضح ہو جانی چاہیے کہ اول تو اس ملک کا غیر فرقہ وارانہ سیکولر دستور اس بات کی تائید نہیں کرتا اور اگر بفرضِ محال کوئی دوسرا دستور اس کی تائید بھی کرتا تو یہ چیز

یہاں کے عوام کے لئے کسی قیمت پر قابل قبول نہیں ہوتی ۔ اس لئے وہ فرقہ پرست اور تنگ نظر سیاسی تنظیمیں اور عناصر جو ہندوستان کی تہذیبی رنگا رنگی سے انکار کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ یہاں کے سبھی لبنے والے بلا امتیاز کسی خاص مذہبی اور معاشرتی رنگ کو اختیار کرلیں فی الحقیقت "قومی یکجہتی" اور مختلف اکائیوں کے مابین ذہنی اور جذباتی ہم آہنگی کی راہ میں روڑا اٹکاتے ہیں ۔ وہ نہ تو ملک کے دستور کے وفادار ہیں اور نہ ملک کی وحدت وسالمیت کے طرفدار ۔

اگر اس طرح کی فرقہ پرست اور تنگ نظر جماعتوں پر قانونی طور پر پابندی نہ لگائی گئی تو یہ قوتیں کبھی مذہب کا نام لے کر، مذہب کے تقدس کا استحصال کرکے لوگوں کے مذہبی جذبات بھڑکاکر، مذہب کی آڑ میں اور کبھی زبان کی بات کرکے جو حقیر مقاصد حاصل کرنا چاہتی ہیں وہ تو حاصل نہ ہوسکے گا البتہ ہر طرف طوائف الملوکی انتشار اور افتراق پھیل جائے گا ۔

انسان دوستی، احترام آدمیت ، خدمت خلق ، خیر خواہی ، ایثار و قربانی، اخلاق و شرافت ، محبت و ہمدردی ، وسیع القلبی و رواداری ، اعلیٰ انسانی اصول اور اخلاقی اقدار ہیں ۔ موجودہ پُر آشوب اور خود غرضی و مفاد پرستی کے دور میں زندگی کے تمام شعبوں اور جملہ محاذوں پر یہ تعمیری جذبات ، پاکیزہ خیالات اور صالح افکار و نظریات کو اجاگر کرکے ان کی افادیت ، اہمیت اور ضرورت عام لوگوں کے ذہن نشین کرانے کی شدید ضرورت ہے ۔

ہم اپنی ذاتی اور جماعتی زندگی کے طریق کار میں مثبت اور سنجیدہ تبدیلی لائیں ، باہمی احترام و اکرام اور اعتماد و اعتبار کی فضا کو بڑھاوا دے کر ایک دوسرے کے جان و مال کا تحفظ اور واجبی حقوق کی ادائیگی کی ذمہ داری کا

ہم میں سے ہر فرد کے اندر پیدا ہو۔ تبھی ہم ایک مثالی اور فلاحی معاشرہ اور پاکیزہ سماجی نظام کے قیام کی بنیادوں کو استوار کر سکتے ہیں۔

مذہب و عقیدہ انسانی رشتوں میں دوری پیدا کرنے، دراڑ ڈالنے، باہمی منافرت اور تنگ نظری پیدا کرنے کے لئے نہیں ہوتے بلکہ ان رشتوں کو مزید مستحکم، پائدار اور انسانی وحدت کو مضبوط کرنے کے لئے ہوتے ہیں۔

ع

مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا

کاش ملک و قوم کا دانشور طبقہ، ارباب اقتدار، صاحب منصب و اختیار اور مختلف سماجی، اصلاحی اور سیاسی ذمہ دار افراد و جماعت اس روشن حقیقت کو سمجھ کر اس کا پالن کریں۔

کرپشن، مہنگائی، گرانی اور موقعہ پرستی نے اپنے تمام سابقہ ریکارڈ کو توڑ دیا ہے۔ ملک کی آبادی کا ایک بہت بڑا حصہ غربت، افلاس، بیکاری، بے روزگاری، جہالت اور بیماری کے چنگل میں گرفتار ہو کر کس مپرسی کی زندگی گزارنے پر مجبور ہے۔ ریاستی اور مرکزی حکومتوں کے تمام تر تعمیر و ترقی کے دعووں کے باوجود اس کے فوائد اور ثمرات سماج کے پسماندہ اور نچلے طبقوں تک نہیں پہونچ رہے ہیں اور عام لوگ آج بھی اپنے آپ کو ذہنی و فکری اعتبار سے مفلس اور غلام ہی سمجھ رہے ہیں۔ اگر ملک میں بسنے والی اقلیتوں میں جان و مال کے عدم تحفظ کا احساس روز بروز بڑھ رہا ہے تو دوسری طرف مذہبی، لسانی، تہذیبی اور سماجی تشخص و امتیاز کی طرف سے خطرات لاحق

ہیں۔ عام لوگوں کی زندگی کا معیار بلند کرنے، ان کے بنیادی آئین، انسانی اور جمہوری حقوق کا تحفظ و حصول اور مایوس کن رجحانات کے احساسات کو کم کرنے کے لئے زوردار عوامی تحریک چلانے کے ساتھ ساتھ قوم خاص طور پر نئی نسل کی ذہنی و فکری تربیت کی طرف اولین مرحلے میں توجہ دی جانی چاہئے، جو ہمیں انسانیت، محبت اور جمہوریت کی راہ سے ہی حاصل ہوسکتی ہے ؎

اوروں کا ہے پیام اور میرا پیام اور ہے
عشق کے دردمند کا طرزِ کلام اور ہے